علیؑ مع الحق والحق مع علی

ترجمہ تجویزات بعض مقدمات مذہبی علی الخصوص مقدمات
بلافصل متدائرہ الہ آباد و لکھنؤ بہ صیغۂ دیوانی و فوجداری

الموسوم بہ

مرآۃ الحق

مع

بعض مضامین و اشتہارات ضروری جہت اطلاع اہل تشیع

جو

حسب ایمای جناب سید زوار حسین صاحب طراز معتمد صدر انجمن امامیہ و مالک و مہتمم اخبار المومنین لکھنؤ

مطبع گلشن فیض واقع مولوی گنج منجملات شہر لکھنؤ میں طبع ہو کر
روزنمائے شاہد حق ہوا
نومبر سنہ ۱۹۰۸ء

قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ۱/ | قیمت نسخہ بلا جلد ۱۳/ محصول ڈاک ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد شیعیان حیدر کرار و موالیان ائمہ اطہار علیہم السلام پر واضح ہو کہ اعتدال و میانہ روی اور عاقبت اندیشی جو سلیمن مومنین کا خاص شعار ہے یہ عجیب صفات حمیدہ ہین اور صبر جو بہترین صفات انسانی ہے اوسکو کیا کہنا خداوند تعالے خود فرماتا ہے کہ ان اللہ مع الصابرین حضرات اہلسنت و جماعت ہمیشہ سے سادات اور شیعون کو مظلوم اور بے بس سمجھکر اون کے شعار مذہبی کے مٹانے پر آمادہ رہتے اور عدل و انصاف کے بدلے ہمیشہ قہر و غلبہ سے اپنا مطلب نکالنا چاہا۔ خوش قسمتی سے ہندوستان مین اب ایک انصاف ور اور مہذب اور معقول پسند قوم کی حکومت ہے جسنے ہر مذہب کے فرقے کو امور مذہبی مین پوری آزادی بخشی ہے پس ایسی گورنمنٹ کے زمانہ مین قہر و غلبہ چل نہین سکتا اور شیعون کو تو بالخصوص جاہلانہ جوش اور نامہذب زور و شور سے احتراز لازم ہے البتہ اپنے باہمی اتفاق اور ہمدردی اور اعانت دین سے غافل نہونا چاہیئے کیونکہ بغیر اسکے کچھ شدنی نہین ہے۔ صدر انجمن امامیہ لکھنؤ اسی غرض سے قائم ہوئی اور الحمد للہ کہ شہر اور بیرونجات مین اوسکی صدارت اور وقعت و عظمت مسلم ہوگئی اور اوسکی صائب تدابیر سے شیعون کو مختلف فوائد حاصل ہوے اور ان شاء اللہ تعالے ہوتے رہینگے۔ نزاع بلافصل جسکو سنیون نے تبرا قرار دیکر شیعون کی نماز اور اذان مین خلل ڈالنا چاہا تھا اوسکے لئے کسقدر شور و شر مچایا گیا جس سے ہر وقت فساد کا اندیشہ رہا۔ لکھنؤ سے بہت سی کتابین جھوٹے مضامین کی کہ بلافصل موقوف ہوگیا اور الہ آباد کے مقدمہ بلافصل مین شیعہ لوگ ہار گئے شائع کیگئین لیکن مصلحتاً یہ سب امور صبر کے ساتھ برداشت کیے گئے اور کسیکا جواب بھی نہین دیا گیا کیونکہ یہ بالیقین معلوم تھا کہ ایسی جھوٹی باتون کا کچھ اثر نہوگا اور شیعون کی اذان

موقوف نہین ہوسکتی - علی ہذا فی الحال کتابون کے بارہ مین ایک نیا جھگڑا نکالا گیا ہو پس تمام شیعون
کو لازم ہے کہ وہ ایک مہذب طبقہ رعایاے برطانیہ کی طرح سے اپنے اتفاق و اتحاد اور اعانت
دین اور ترقی مذہب کی تدبیرین کرین لیکن جاہلانہ جوش اور دنگہ و فساد سے احتراز رکھین عدالت
انگریزی اور گورنمنٹ انگلشیہ کبھی اپنے اصول اعتدال صحیح سے انحراف نہین کرسکتی جو لوگ زبردستی اور
زیادتی کرینگے اور دوسرونکو ستاینگے وہ خود شہر کی کھاینگے اور ہمارے واسطے مستحکم و دوامی نظایر قایم
ہوتے جاینگے چنانچہ اسکے ثبوت مین منجملہ بہت سے مقدمات کے چند مقدمات حال کے فیصلجات بغرض
کی اطلاع و اطمینان کے لئے درج ذیل ہین سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین
والحمد للہ رب العالمین فقط

انتباہ

مقدمہ بلا فصل الہ آباد کا فیصلہ جو سب کے پہلے درج ہے یہ عدالت ڈسٹرکٹ جج
الہ آباد سے صادر ہوا ہے - اور اب اہلسنت نے ہائی کورٹ مین اوسکا اپیل دائر کیا ہے انشاء اللہ
تعالے ہائیکورٹ کا فیصلہ اور بھی فوائد پہونچائیگا اور اعلی عدالت کی نظیر قایم ہوجائیگی لیکن تمام شیعان
حیدر کرار کو واجب اور لازم ہے کہ جناب آغا سید صاحب قبلہ مدعا علیہ مقدمہ ہذا کی جنہون نے
بڑی تکلیف اور زحمت اوٹھاکر اس مقدمہ کی پیروی کی اور زیر بار ہو گئے تا حد امکان مدد اور اعانت
فرمائین جو صاحب بھیجنا چاہین کوئی رقم جناب آغا صاحب کی خدمت مین روانہ فرمائین تو اوس سے راقم
آثم کو بھی اطلاع دین تاکہ رقم مذکور اخبار المومنین مین چھاپ دیجائے اور بھیجنے والون کا ہر طرح
سے اطمینان ہو اور دوسرے صاحبون کو اسکی تحریص و ترغیب ہو - فقط

ترجمہ تجویز انگریزی صاحب جج بہادر ضلع الہ آباد

باقاعدہ اپیل نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۸۰ع بنا راضی فیصلہ منصف اول الہ آباد مرقومہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۸۰ع

حاجی سید محمد آغا مدعا علیہ — حال اپیلانٹ

بنام

مولوی محمد مدعی — حال رسپانڈنٹ

وکیل اپیلانٹ این ام کالون صاحب

وکیل رسپانڈنٹ ۔

دعوی نکلوا دیا جانا ایک پتھر خاص کا جو مسجد مین لگا ہے اور جسپر کتبہ خاص لکھا ہے اور نیز ممانعت دائمی مدعا علیہ کو مسجد متنازعہ فیہ مین کتبہ خاص کسی جگہ لکھنے سے یا عبارت کتبہ خاص کو اذان مین کہنے سے

تجویز

یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جسکی مثل غیر قابل شمار بیانون اور شہادتون کے انتخاب سے ضخیم ہوگئی ہو اور یہ امر خصوصاً مدعی سابق حال رسپانڈنٹ کی جانب سے اس عدالت مین اور عدالت ماتحت مین بھی ہوا ہے لیکن میرے نزدیک اوسمین بہت ہی بسیط اور تنقیح طلب استخراج ہوسکتی ہے فریقین کیچھ قرابت منہ رکھتے ہین اور اونکی مکانات باہم متصل ہین اپیلانٹ شیعہ اور رسپانڈنٹ سنی ہے مسجد متنازعہ فیہ مدعا علیہ نے جون سنہ ۱۸۷۸ع مین اپنی زمین مقبوضہ پر بنائی تھی اوسکی محراب مین پتھر لگایا ہے جسپر لکھا ہے لا الہ الا اللہ الخ اسکے اخیر مین بابت خلیفہ علیؑ کے خلیفہ بلافصل درج ہے جسکے معنی یہ ہین کہ وہ نبی کے بلا فاصلہ جانشین تھے اور ۱۲۔ رمضان سنہ ۱۲۹۵ ہجری مطابق ۱۳ جون سنہ ۱۸۷۸ع کو مدعا علیہ نمبر ۱ نے فقرہ بلافصل کو اذان مین استعمال کیا ہر خورشید علی مدعا علیہ نمبر ۲ بوجہ مالک مشترک ہونے مکان کے مدعا علیہ بنایا گیا تھا مگر اوسنے جوابدہی نہین کی اور نہ اب اوسکے جانب سے اپیل ہے۔ دعوی یہ ہے

کہ وہ پتھر نکال دیا جاوے اور مدعا علیہ نہ تو اوس فقرہ کو اذان مین کہنے پاوے نہ مسجد پر کھین
کندہ کرانے پاوے اور وجوہ دعوی حسب تصریح ذیل مین یہ کہ فقرہ متنازعہ فیہ کے استعمال
سے یہ مطلب پایا جاتا ہے کہ خلفاے ابو بکر و عمر و عثمان جو علی سے پہلے ہوئے تھے غاصب تھے
یہ کہ وہ بدعت ہے اور شیعو انکا عمل اور احادیث اوسکو جائز نہین کرتے ہین یہ کہ بالقصد سینیونکی
توہین کے واسطے استعمال کیا گیا ہے اور تبرا توہین مذہب ہے یہ کہ مسجد اول تو وقف ہے
اور اوسمین سب مسلمانونکے جانیکا استحقاق دوسرے وہ فریقین کی جائداد مشترک ہے بنا بران
مدعی ہر جہت سے دادرسی مدعوہ کا مستحق ہے مدعا علیہ نمبر اول کا جواب حسب ذیل ہے
یہ کہ نزاع امر مذہبی کی ہے ملکیت سے اوسکو تعلق نہین ہے اسلیئے لائق سماعت عدالت
دیوانی کے نہین ہے نہ تو وہ دفعہ ۱۱ ضابطہ دیوانی اور نہ دفعہ ۴۲ قانون دادرسی خاص کے
تحت مین ہے یہ کہ مدعا علیہ نے فعل مذکور نیک نیتی سے کیا ہے سینیونکی ناخوش کرنے کی غرض سے
نہین کیا ہے یہ کہ بوجہ شیعہ ہونیکے مدعا علیہ اپنے اظہار اعتقاد کا ویسا ہی مجاز ہے جیسے کہ سنی
مین جو عید کے دن اپنے ایسے عقاید کو برملا کہتے ہین جو شیعونکو نہایت ناگوار ہین یہ کہ بحیثیت
اسلام رسپانڈنٹ کو ایسی مسجد کے استعمال کا استحقاق نہین ہے جو کہ ایک خاص گھر مین ہو
یہ کہ رسپانڈنٹ کو کوئی حق ملکیت گھر مین حاصل نہین ہے یا مسجد مین جو تنہا مدعا علیہ کی ہو عدالت
ماتحت نے بحیثیت منصفانہ مجموعی کسیقدر طولانی تجویز مین کتبہ اور اذان دونونکی بابت
دو عنوان سے مدعی کے خلاف فیصلہ کیا لیکن عدالت نے امر اول کے بابت تو مقدمہ کو ڈسمس کیا
اور امر دوم کے بابت ڈگری دی اس بنا پر کہ عدالت مذکور کی راے مین خود عدالت اور
اپیلانٹ دونو کو اوس حصر کی پابندی لازم ہے جو مدعا علیہ نے مدعی کے حلف پر اس بابت کیا تھا
کہ آیا فقرہ متنازعہ فیہ پہلے کہا جاتا تھا یا نہین حسب تسلیم وکیل مدعا علیہ کا حصر صرف اذان
کے لئے محدود کیا گیا مدعی نے حصر کرنے کو قبول کر لیا اگرچہ مدعا علیہ سابق حال اپیلانٹ نے
اوسمین عذر کیا ہے مگر عدالت ماتحت کی راے مین تمام ضروری شرائط اوسمین موجود متصور

ہوئے اپیل حال کی دس دفعات مین عذرات ذیل پیش کئے گئے یہ کہ عدالت دیوانی مجاز سماعت
اس مقدمہ کی نہین ہے (۲) یہ کہ عدالت ماتحت نے فقرہ متنازعہ فیہ کی تعیین مین خطا کی ہے (۳)
یہ کہ مسجد وقف نہین ہے اور عام اہل اسلام اوسمین جانے کے مجاز نہین ہین (۴ و ۵) یہ کہ فقرہ
مذکور پہلے بھی استعمال ہوتا رہا اور اوسمین اعتراض یا مخالفت نہین ہوئی (۶ تا ۱۰) مدعی سابق
حال رسپانڈنٹ کی قسم کی بنا پر عدالت مذکور کو فقرۂ مذکور کے اذان مین نہ کہنے کی بابت
ڈگری دینا لازم نہ تہا چاہئے اور تیسرے عذر پر اپیل حال مین بحث کیوقت زور نہین دیا گیا مدعی کی
طرف سے اپیل جواب مین پیش ہوا ہے یادداشت اپیل مین جو وجوہ درج ہین وہ بہلا نہ طور سے طول
اور پیچیدہ ہین اونکا خلاصہ یہ ہے کہ فقرہ مذکورہ کندہ کرانا اور اسکے اذان مین کہنے سے کم و [illegible]
اور حکم خلاف ضابطہ نہین ہے اور یہ کہ مدعی کو مسجد مین جانیکا استحقاق ہے گو وہ مدعا علیہ
کے گہر مین ہے کیونکہ مدعی منجملہ جماعت اسلام کے ہے اور مسجد مین دونو فریق جا سکتے ہین اور
یہ کہ مدعی نے عدالت ماتحت کے قابل اطمینان ثابت کر دیا کہ وہ مدعا علیہ کا مسجدی ہے اور
مسجد والے مکان مین حق ملکیت مشترک رکہتا ہے اور مدعا علیہ پر یہ ثابت کرنا لازم ہے
کہ اوسکا قبضہ مکان مذکور مین مخالفانہ تہا اور یہ جو گواہی مدعا علیہ نے پیش کی وہ متناقض اور
غیر معتبر ہے حالانکہ مدعی کیطرف سے پیش کی ہوئی شہادت سے اوسکا قبضہ اور حق دونون ثابت ہے اور یہ کہ
جو قبضہ مدعی کا تہا وہ ایسا قبضہ نہ تہا جیسا کہ عدالت ماتحت نے تجویز کیا ہے اور یہ کہ مدعا علیہ کے
توہین کرنیکا قصد عدالت ماتحت کے فیصلہ کی عبارت سے عیان ہے اخیر مین مدعی کا یہ عذر ہے
کہ فقرہ مذکور کے اذان مین استعمال کرنیکی ڈگری مدعی کے حلف کے بنا پر نہ دینا چاہئے تہی
میرے نزدیک یہ کافی خلاصہ امور متنازعہ فیہ کا ہے میری راے مین عدالت ماتحت کے نتیجون لینے
یا تفصیل بحث کرنا ضرور نہین ہے البتہ اپنی تجویز کے شمول مین بیان کرونگا کہ کہان عدالت
ماتحت کے نتایج میرے نکالے ہوئے نتایج کے موافق یا مخالف ہین پہلے اختیار عدالت کا
مسئلہ ہے اپیل مین اس پر زور نہین دیا گیا مگر اپیل جوابی مین اوسپر بحث ہوئی اور اسی لیے

بالاختصار اوسکو مین نے ختم کیا ہے مین اس امر مین عدالت ماتحت سے بالکل متفق ہون کہ امر
متنازعہ فیہ قانون واوری خاص کی دفعہ ۹ کے بحث مین ہے مدعی صرف یہی نہین کہتا ہے کہ
اوسکے مذہب کی توہین ہوتی ہے جسکی سزا حسب دفعہ ۲۹۰ تعزیرات ہند کے ہوسکتی ہے
دو حیثیت سے عدالت مین آتا ہے اول یہ کہ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے مسجد متنازعہ
کے استعمال کا مستحق ہے دوم یہ کہ وہ مالک بالاشتراک ہے اور اوسکے حق مین دست
اندازی کی گئی ہے یہ امر کہ ہر مسلمان کو اختیار نالش کرنیکا ہے اوس شخص پر جو کہ اوسکو
کسی عام مسجد مین بغرض عبادت کے جانے سے روکے حاصل ہے اور پورے طور سے مقرر
ممالک مغربی وشمالی مین ہوچکا ہے (ظفریاب علی وغیرہ بنام بختاور سنگھ انڈین لاریوٹس
جلد ۵ الہ آباد صفحہ ۴۹۷ جواہر وغیرہ بنام اکبر حسین انڈین لا ریورٹ جلد پنجم الہ آباد صفحہ ۴۹۴) اور اخیر فیصلہ مین
طے ہوا ہے کہ یہ حق شخصی ہے نہ مشترکہ اور اسیوجہ سے دفعہ ۳۰ ضابطہ دیوانی عارض نہین ہے مدعی کا قول ہے کہ
جب تک فقرہ متنازعہ فیہ عام طور سے پکار کے اذان مین کہا جاوے اور جب تک وہ مسجد کی
محراب مین نمایان مقام پر کندہ رہے تب تک مدعی اپنے استحقاق استعمال سے
مسجد کے فائدہ مند نہین ہوسکتا کیونکہ اوس فقرہ سے مدعی کے مذہب کی اہانت
ہے اس بنا پر مقدمہ عدالت دیوانی کے حد اختیار کے اندر ہے یہ بات کہ آیا مدعی کا
قول درست ہے یا نہین دوسری بات ہے اگر ملکیت یا مسجد کے استعمال کے حق یا کسی
اور حق مداخلت کے مسئلہ سے قطع نظر کیجاوے تو صرف یہ بات کہ مدعا علیہ ایسے فقرہ
کا استعمال کرتا ہے جس سے مدعی کے مذہب کی توہین ہوتی ہے گو وہ تکلیف دینے
کے قصد سے ہو عدالت دیوانی مین نالش کی بنا نہین ہوسکتی ہے گو عدالت فوجداری
مین ہو اور چارہ جوئی بھی وہین سے ہوسکتی ہے نہ عدالت دیوانی سے میری رائے
مین مدعی کو دیوانی مین نالش کا حق ہے مگر مقدمہ مین بجمیع الوجوہ کسیطرح کامیاب
نہین ہوسکتا ہے حصہ داری مشترک مابعد کا خیال محض بے بنیاد ہے اسکو عدالت

ماتحت نے اپنے فیصلہ مین بخوبی ثابت کیا ہے اصل یامن حسب تصریح ذیل ہین عرضی دعوی مین
حصہ داری مشترک کا ذکر نہ تہا مگر جب امور تنقیح طلب مقرر کرنے کو مقدمہ پیش ہوا تب مدعی سے
پوچہا گیا کہ اوسکو مدعا علیہ کے گہر مین جانے کا کیا استحقاق ہے تب اوس نے کہا کہ مسماۃ حسینہ
بی بی نانی زوجہ مدعی کے ذریعہ سے ملکیت مشترکہ کا حق رکہتا ہو اور پشت نامہ پیش کیا جس سے
پایا جاتا تہا کہ مدعی اور مدعا علیہ دونون محمد افضل مورث کے اولادین سے ہین بعدہ وہ اسبات
کے تسلیم کرنے پہ مجبور ہوا کہ مسماۃ حسینہ بی بی اپنی والدین کے سامنے فوت ہوگئی تہی اسکے بعد اوسنے
اپنے باپ کو بدلا اور کہا کہ اوسکی نانی مسماۃ زینت بی بی نے ہبہ نامہ اپنی دختر یعنی خالہ مدعی اور
اپنے نواسہ کے نام کیا یہ نواسہ مفتی اسعد اللہ برادر مدعی کا تہا یہ بہی کہا کہ قطع نظر ہبہ نامہ کی حصہ
داری مشترک اوس گہر مین بوراثت جائز پہونچتی ہے ان تینون مختلف دعوی کے جزئیات عدالت
ماتحت کے تجویز کے صفحہ ۵ و ۹ و صفحہ ۲۲ و مابعدہ مین درج ہین دوبارہ بیان اوسکا بیکار ہے
پشت نامہ کی صحت مین اور ہبہ نامہ کی واقفیت مین مدعا علیہ اپیلانٹ کو بحث ہے عدالت
ماتحت کے نزدیک ہبہ نامہ کے جعلی ہونے کی وجہ نہین پائی جاتی ہے ایسا ہوگا لیکن اوسکو
غیر جعلی تسلیم کرلیتے ہین تو بہی وہ بیکار ہے کیونکہ اول تو اوسمین مکان کے حدود درج نہین ہین
دوسرے یہ کہ اگر پشت نامہ صحیح ہو تو ہبہ نامہ بے اثر ہوگا کیونکہ مدعی کا استحقاق ایسی صورت
مین بوراثت ہوگا نہ بہ ہبہ اکثر حصہ پشت نامہ کا مدعا علیہ کو قبول ہے اور عدالت ماتحت
کے نزدیک بہی اوسے مدعی نے حسب اطمینان عدالت کے ثابت کیا ہے میرے نزدیک
پشت نامہ کی صحت مین شبہہ کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے مگر یہ بخوبی واضح ہے کہ اوس
مکان پر مدعا علیہ کا خالص قبضہ چلا آتا ہے اسکی تائید مین بہت سے زبانی شہادت موجود
ہے اور اوس شہادت کی تکمیل اور مضبوطی اوس خط سے ہوتی ہے جو مدعی کے بہائی
اور مورث مفتی اسعد اللہ نے بنام مدعا علیہ اپیلانٹ کے لکہا تہا اور جسمین بالتصریح درج
ہے کہ مکان ازان مدعا علیہ ہے اس خط کا ذکر عدالت ماتحت کی تجویز کے صفحہ ۳۰ و ۳۴

مین سے اور شہادت تقریری کا خلاصہ صفحہ ۳۵ و ۴۰ مین ہے یہ ثابت کیا گیا ہے اور مطلقاً
اوس سے انکار نہین کیا گیا کہ مدعا علیہ نے ایک وسیع کمرہ نو بنایا اور وہ مکان کی مرمت
کرتا ہے اور مکانات مدعی کے جسمین رہتا ہے مدعا علیہ کے مکان سے بالکل علیحدہ ہین اور یہ کہ
مدعا علیہ نے اوسکو رہن کیا ہے (دیکھو صفحہ ۳۹ و ۴۴) فیصلہ عدالت ماتحت مین یہ بھی تسلیم کیا
گیا ہے کہ مدعا علیہ اپیلانٹ نے مسجد بنائی اور مدعی کو اوس سے کوئی تعلق نہین رہا علاوہ اسکے
ایسے آثار اشتراک ملکیت کے جیسے مدعی نے بتلائے ہین وہ محض وہ دلالت کرتے ہین کہ اوسنے بطور
مدعا علیہ کے وہ افعال کئے تھے نہ بحیثیت استحقاق کے (صفحہ ۴۴ و ۴۵) عدالت سے ہم
بالکل متفق ہین گو کہ مدعی کو کبھی اوس مکان مین حصہ داری مشترک کا حق حاصل رہا ہو مگر یہ ثابت
ہے کہ اوسکا نہ اوسکے بھائی مفتی اسعد اللہ کا کبھی قبضہ رہا اپیل جوابی مین مدعی کا یہ عذر کہ جب
اوسکا حق ملکیت مشترک ثابت نہین ہے تب قبضہ مخالفانہ ہونیکا بار ثبوت مدعا علیہ پر ہے قابل
پذیرائی نہین ہے کیونکہ جیسی اہل ہنود مین ملکیت مشترک ہوتی ہے ویسی مسلمانون مین نہین ہے
اور مدعی کو صرف ثبوت استحقاق ملکیت ہی کا لازم نہین ہے بلکہ قبضہ کا بھی ثابت کرنا چاہئے دوسرے
جو شہادت مدعا علیہ نے پیش کی اوس سے میرے دل مین کوئی شبہہ نہین ہے کہ مدعی کا قبضہ کبھی
بحیثیت ملکیت کے نہین رہا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا مسجد وقف ہے یا نہین اور وقف ہونے
کی صورت مین آیا مدعی مسلمان کو بغرض عبادت کے اوسمین جانے کا حق ہے یا نہین جو کچھ اسبات
مین عدالت ماتحت نے رائے دی ہے اوس سے عموماً مین متفق ہون وہ مدعی کے موافق ہے
اوسکا ذکر فیصلہ عدالت ماتحت کے (صفحہ ۵۴ و ۶۰) مین درج ہے مدعا علیہ کے اپیل مین مسجد کے
وقف ہونے سے انکار ہے مگر بحث کیوقت مدعا علیہ کیطرف سے اسبات کا زور نہین دیا گیا
مسجد فی نفسہ ایک جداگانہ عمارت ہے اور مکان مردانہ ہی مین واقع ہے ان قرینون سے
ثابت ہوتا ہے کہ مقصود یہ تھا کہ وہ عام کے بھی ہو اسمین شبہہ نہین کہ مسجد کو مدعا علیہ اور اوسکے
گھر والون کے علاوہ اور لوگون نے بھی فی الواقع عبادت کے لئے استعمال کیا اور صرف یہی

واقعہ شاہد ہے کہ اوس مسجد مین مدعا علیہ کو ملکیت شخصی کا حق نہین ہے اور وہ مذہبی اغراض کے
لیئے خاص کردی گئی ہے خواہ اسکی بھی کوئی باقاعدہ رسم ادا کی گئی ہو یا نہو اسمین شبہ نہین ہے
اور اسیوجہسے میرے نزدیک ہر مسلمان کو حق ہے کہ وہان عبادت کیلیے جاوے جب تک کہ دروازہ
اوس مکان کا جسمین مسجد واقع ہے کھلا رہے آیا مدعی کو یہ بھی حق حاصل ہے یا نہین کہ بصورت بند
رہنے کے دروازہ کھلوا دے یہ دوسری بات ہے اور میری راے مین اسمین بحث کی گنجایش ہے عدالت
ماتحت کی راے فتوی ابو یوسف اور محمد شاگردان ابوحنیفہ کے بنا پر یہ ہے کہ ہر مسلمان کا داخل
ہونیکا حق ہے اور ابوحنیفہ کے راے اپنی شاگردونکی مطابق نہین ہے میرے نزدیک اس مسئلہ
کو فیصل کرنا غیر ضروری ہے مدعی کو بلاشبہ بحیثیت مسلمان ہونے کے استعمال مسجد کا حق ہے
اور یہ امر کہ مسجد کا دروازہ مدعی کے خلاف بند ہو سکتا ہے یا نہین بحث مین پیش نہین آیا علاوہ بران
اگر مدعی مکان سے باہر ہو تو وہ کتبہ تو البتہ نہ دیکھ سکیگا مگر اذان مین وہ فقرہ [illegible] اوسکو سنائی
دیگا پس یہ مسئلہ کل مقدمہ پر حاوی نہین ہے مدعا علیہ کی طرف سے یہ بحث پیش کی گئی کہ جو مسجد
کہ شیعہ نے بنائی ہو اور کسی شیعہ کے مکان مین واقع ہو اوسمین صرف شیعہ داخل ہو سکتے ہین
اور سنی نہین جا سکتے عدالت ماتحت کی راے یہہ ہے کہ اصل مین مسجد سب مسلمانون کے
استعمال مین آسکتی ہے جب تک مدعا علیہ خلاف اوسکے ثابت نہ کرے کہ وہ شیعونکی لیے
ابتدا سے خاص کی گئی ہے مگر یہ مدعا علیہ نے ثابت نہین کیا مین عدالت ماتحت کی اس راے سے
جو سند کے موافق ہے متفق ہون لیکن اسبات کی تسلیم کر لینے کے بعد کہ مدعی کو مسجد مین جانیکا حق ہے
اور اس غرض سے وہ مکان کے اندر جا سکتا ہے یہہ بات باقی رہتی ہے کہ آیا بلحاظ مسجد کے موقع
کے مدعی کو قانوناً اس خواہش کا حق بھی ہے کہ نعرہ خاص نہ تو اذان مین کہا جاوے نہ مسجد کے کسی
حصہ پر کندہ ہو لیئے آیا کوئی سنی شیعہ کے اس استحقاق سے انکار کر سکتا ہے کہ وہ شیعہ اپنی مذہب کے
عقاید کو بر ملا اپنے گھر مین اور اپنی بنائی ہوئی مسجد مین بیان کرے عدالت ماتحت نے اصل
امر متنازعہ فیہ کی خوب تحقیقات کی (دیکھو صفحہ ۱۰۶ و ۲۰۴) اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مدعی کا دعوی

درست نہین ہے اس لیے مجھے پورا اتفاق ہے مدعی اس درخواست کا حق رکھ سکتا تھا
کہ مدعا علیہ نے بالقصد صریح اور صاف توہین اوسکے مذہب کی ایسی مسجد مین کرے جہان مدعی کو جانیکا
حق ہو خواہ وہ مسجد کہین واقع ہو یہ ظاہر ہے کہ مدعا علیہ خود مسلمان ہونے کی سبب سے اپنے
خود مذہب کی توہین کا ارادہ نہین کرسکتا اور یہہ کہ فقرہ متنازعہ فیہ خود کسی قسم کے عقاید
مسلمان کے واسطے سیدھے طور سے باعث توہین اور دل دکھانے والا نہین ہے وہ
فقرہ موزون لفظون مین امر خاص پر مدعا علیہ کے مذہب خاص کے عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے اور جو
مدعی کے فرقہ کے خلاف ہے لیکن یہہ نزاع پیش کی گئی ہے کہ بیان مندرجہ فقرہ تاریخی
واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ ابوبکر و عمر و عثمان علی سے پہلے خلافت کرچکے ہین اور اسی سے
فقرہ مذکور اس معنی مین کہ علی باطنا خلیفہ بلا فصل تھے اور خلافت ظاہری بھی اونہین کو ہونا چاہیے
تھی ثانی تین خلیفونکو الزام لگایا ہے اور یہہ بھی کہا گیا ہے کہ فقرہ مذکور کا استعمال بدعت اور
تبرا ہے اور توہین مذہب کی ہے اور مدعا علیہ کی غرض اپنے اعتقاد کے نیک نیتی سے نہین
بلکہ سنیونکی اہانت کی غرض تھی ان اسبابات پر بہت عالمانہ مباحثہ ہوا ہے کہ آیا فقرہ مذکور ظاہر
اوس نیت کی جس سے وہ کہا جاے تبرا ہے یا نہین اور فریقین کی جانب سے اپنی اپنی
راےون کی بابت بہت سندین پیش کی گئی ہین عدالت ماتحت کی تجویز صفحہ ۱ و غیرہ مین اسپر
بحث ہوئی ہے میرے نزدیک یہ ضروری نہین ہے کہ ان بحثون کی تفصیل لکھون کیونکہ
میری راے مین یہہ بات بدیہی ہے کہ مدعا علیہ نے ہرگز کسی اصول و قاعدہ اسلام کی
مخالفت جسکا کہ وہ خود معتقد ہے نہ کی ہو گی مدعی یہہ ثابت نہ کرسکا کہ کوئی اصول یا حدیث
جو متفق علیہ ہے اوسکی مخالفت ہوئی یا اوس سے انحراف کیا گیا یہ بھی ظاہر ہے کہ
اس امر تنقیح طلب مین اہل اسلام کی راے مین اختلاف ہے مدعا علیہ کا یہہ ذاتی عقیدہ یا
مخصوص تھوڑے سے آدمیون کا نہین ہے وہ مسلمانون کی معتد بہ اور اعلی جماعت کا اعتقاد
ہے اور اسوجہ سے فقرہ مذکور صرف اونکے نزدیک قابل اعتراض ہے جنکا اعتقاد مخالف

جزو تھا یہ دعا علیہ کے ہے وہ سنیون کے نزدیک تبرا ہو مگر شیعونکے نزدیک ایسا نہین بلکہ اونکے یہان
تو جزو ایمان ہے - فقرہ مذکور کا استعمال کہان تک اذان مین بدعت ہے یا مباح ہے اور
یہ کہ آیا وہ ممنوع ہے یا جائز ہے اس سب کی عدالت ماتحت نے تجویز کی ہے دیکھو صفحہ ۱۰ تک
چند مقدمات سابقہ کا حوالہ دیا ہے اونھین خاص لفظونکی استعمال کی بابت علماے معتمد کی راے
مین اختلاف ہو گو یہ فقرہ ہمیشہ سے استعمال نہین ہوا لیکن اس بات کی شہادت موجود ہے کہ
مختلف قسم کے اضافے وقتاً فوقتاً اون الفاظ اصلی مین ہوتے رہے ہین اگرچہ عموماً نہین ہوے
تھے مگر چند سنیون نے بھی اس اضافہ کی موجود مین اور اثبات کی شہادت موجود ہے کہ فقرہ متنازعہ فیہ
قریب زمانہ حال یعنے بلوہ تک ہوتا رہا پس ظاہر ہے کہ فقرہ مذکور مین اضافات بالیقین ممنوع
نہین ہین اور نہ وہ اسجگہ جہان مستعمل ہوا ہائی کورٹ کا فیصلہ اس امر خاص کی بابت نہین ہے
لیکن وہ مقدمے موجود ہین جنمین شیعونکو خلفاے ثلاثہ ابوبکر و عمر و عثمان کو سنیونکے سامنے تبرا مین
اونکے مذہبی دل دکھانے کے تبرا کہنے پر سزا ہوئی ہے وہ فیصلے امر متنازعہ فیہ سے تعلق نہین
رکھتے وہ حالات جنمین وہ مقدمات ہوے مقدمہ حال کے حالات سے جدا گانہ ہین پس اس مقدمہ
مین اصل سوال نیت کا ہے ایسے الفاظ فی نفسہ ایذا دہندہ نہین ہین صرف ان لوگونکے آزار دہندہ
اور رنج دہندہ ہوتے ہین جو عقیدہ مخالف رکھتے ہین اور اس عقیدہ مخالف کو جزو ایمان تصور کرتے
ہین اسلیے اگر اونکو کوئی شیعہ کسی مسجد مین یا نزدیک کسی مسجد کے زور سے کہے یا مسجد کے دیوارون
پر لکھدے نہ کسی اور ظاہر غرض سے بلکہ صرف سنیونکے ستانے کیواسطے تو اوسپر فوجداری
مین نالش ہو سکیگی اور وہ سخت سزا کا مستوجب ہوگا یا اگر کوئی مسجد جو عام مسلمانون کے
واسطے ہے اور عام جگہ مین واقع ہے اور اوسمین دونون فرقے کے لوگ عموماً آتے ہون اگر
شیعہ فقرہ مذکور کے پتھر پر کندہ کرنیکے واسطے یا اوسکے اذان مین داخل کرنے پر مصر ہو اور
یہ بھی ثابت ہو کہ وہ مسجد گو کہ سب مسلمانونکے واسطے مجاز ہو مگر خاص کر سنیونکے لیے ہو مثلاً
ایسی مسجد ہو جو سنیونکی بنائی ہو جو خدا یا خاص کر اونکے استعمال مین ہو یا اونکے متہم زیادہ تر سنی ہین

یا یہ کہ اکثر اوسکے آنیوالے سُنّی ہوں تو صورتہاے مذکورہ بالا کی شاید عدالت دیوانی مین اوس شخص
کے باز رکھنے کے واسطے نالش ہو سکیگی کہ وہ ایسے فعل سے باز رہے اس قسم کے مقدمہ مین بھی بعض افعال
جو ایک فریق کو ناخوش کرتے ہین اور دوسرے کو پسند ہوتے ہین صرف اس واقعہ کے بنا پر وہ ناخوش
کرتے ہین اسلیئے بیجا ہے کہ وہ فریق جو اوسکو پسند کرتا ہو ان افعال کو کرے مقدمہ موجودہ کے حالات
ان حالات کے بالکل خلاف ہین جو ابھی فرض کیئے گئے ہین یہ مسجد اصل مین شیعہ کا ہے اور اوسکو
شیعہ نے بنوایا ہے اور شیعہ کے گھر مین ہے اور وہ شیعہ کی مسجد ہے سوا اسکے بحیثیت مسجد ہونیکے وہ خدا کی
عبادت کیلئے عام ہے اور ہر مسلمان کے لئے عام ہے اور ہر مسلمان کو اوسمین جانے کا حق ہے مدعی اور
اوسکے ہم مذہبونکا حق ہے کہ مسجد مذکور مین عبادت مین شریک ہوں اور اونسے اسباب برات حق
نہین کیا گیا اور بھی ایسی مسجدین ہین جہان وہ جا سکتے ہین اور جہان اونکے دلونکو صدمہ نہین ہوگا
مسجد متنازعہ فیہ ۱۸۸۸ء مین بنی اوس سال سے پہلے مدعی کسی اور مسجد مین جایا کرتا ہوگا اور وہ اب
بھی اور کہین عبادت کر سکتا ہے یہ مدعا علیہ کا واقعی بیان ہے کہ مقدمہ حال نزاعات ذاتی کی
وجہہ سے یا کم سے کم اوس تعصب شدید کی وجہہ سے جو مدعی مین پایا جاتا ہے دایر ہوا ہے اور مدعی
اہل سنت وجماعت کا یہ مذہبی اور قومی حالت قلبی کو ظاہر نہین کرتا و یہ یقیناً قابل لحاظ ہے کہ جو
شہادت پیش ہوئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا مدعی کے اور لوگ جو مسجد مین آتے نہ تو کبھی
سے وقت اذان مین فقرہ مذکور کے استعمال سے آزردہ ہو کر مسجد سے گئے ان حالات مین یہ دعوی
بیکار ہے کہ مدعا علیہ نے ہتک ہی کے سواے کسی اور طور سے یہ فعل کیا ہے اور وہ اپنے عقیدے کے
اظہار سے خواہ بذریعہ کتبہ کے ہو یا اذان مین کہا جاوے قانوناً روکا جا سکتا ہے یہ واقعہ کہ ایک
عبارت جس سے خاص اعتقاد ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ اسمین خاص طور سے عبادت ہوگی اون لوگونکو
جنکا عقیدہ اوس عقیدہ خاص کے برخلاف ہے کافی طور پر آگاہ کرتا ہے کہ اس مسجد مین نہ جاوین اسلیئے
میری یہ راے ہے کہ مقدمہ مدعی کی کچھ بنیاد نہین ہے اور ضرور قطعاً ناکامیاب ہوگا اور یہی اثر
عدالت ماتحت کی راے کا ہے فقرہ مذکور کے اذان مین کہے جانیکی بابت مدعا علیہ نے مدعی کے

حلف پر اس بابت کی آیا وہ فقرہ ۱۳؍ جون سنہ ۹۸ء کو پہلے پہل کہا گیا یا اوس سے پہلے بھی کہا جاتا تھا
حصر کرنے پر راضی ہوا اور مدعی نے حلف لینا قبول کیا اور عدالت ماتحت نے اوس حلف کی
بنیاد پر مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا اپیل میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ فیصلہ قانونی نتیجہ نہ تھا واقعی حالات
بالاختصار حسب ذیل ہیں ۷- جولائی کو مدعا علیہ نے بیان کیا کہ اگر مدعی قرآن کو ہاتھ میں لیکر
اور بیعین کی ہوائی قسم کھا کر کہے کہ خلیفہ بلا فصل نہیں کہا جاتا تھا اور مدعا علیہ کے گھر میں قبل ازیں
کبھی نہیں کہا گیا تو مدعا علیہ اپنے گھر میں اوس فقرہ کو کبھی نہیں کہیگا اور نہ کسی کو کہنے دیگا اور مدعا علیہ
نے کل مقدمہ کا حصر مدعی کے اسی حلف پر کر دیا مدعی نے قسم بعین کھا کر کہا کہ جہاں تک اوسکو
آگاہی ہے فقرہ مذکور کبھی نہیں کہا گیا مگر اس حلف واقع ہونے سے پہلے مدعا علیہ کے وکیل نے
عدالت ماتحت کو اس امر پر آمادہ کیا تھا کہ حصر صرف اذان میں کہنے کے معاملہ کو طے کرے کیونکہ
خیال یہ تھا کہ کتبہ کا معاملہ باہمی طے ہو جاویگا ۳- نومبر سنہ ۹۸ء کو وکیل مدعا علیہ کی طرف سے
عرضی گذری کہ مدعا علیہ کی تو غرض یہ ہو کہ کل مقدمہ حلف پر مدعی کے طے ہو علاوہ بر ان مدعی نے
یہ قسم نہیں کھائی کہ فقرہ مذکور کہا نہیں گیا بلکہ یہ قسم کھائی ہے کہ فقرہ متنازعہ کو مدعی نے کہتے نہیں
سنا ہے ۔ ۸ نومبر سنہ ۹۸ء کو منصف نے حکم دیا کہ مدعی کو جو کچھ کرنا چاہیے تھا اوسنے کیا اور مدعا علیہ
کی اصل غرض تخصیص صرف اذان کی بابت ہو جانا مدعا علیہ کے وکیل کے فعل سے ہوئی ہے لہذا اذان میں
کہے جانے کی بابت ضرور فیصلہ حلف کی رو سے ہوگا مگر کتبہ کی بابت روئداد مقدمہ کے اعتبار سے
فیصلہ ہوگا لیکن واقع میں عدالت ماتحت نے اپنی تجویز میں دو امر کی بابت فیصلہ کیا ہے اور
حقیقت میں اون دونوں کو جدا کرنا بھی دشوار ہے یہ بھی لحاظ کے قابل ہے کہ مدعی کی یادداشت
اپیل جو اپیل نمبر ۲۱۳ میں درج ہے کہ مقدمہ اوسکے حصر کے بنا پر فیصلہ ہونا چاہیے تھا اور فیصلہ میں
جو لفظ اس امر کے مشعر ہیں کہ فیصلہ بر بنائے حصر ہوا وہ خارج ہونا چاہیے اب اپیل میں یہ باتیں
پیش کیجاتی ہیں یہ کہ وکیل مدعا علیہ کو مدعا علیہ کیطرف سے اجازت تخصیص کرانے کی نہ تھی یہ کہ مدعا علیہ
کا اقرار بجمیع الوجوہ نہ ہوا ہونے کی وجہ سے حصر موثر نہیں ہو سکتا یہ کہ مدعی نے اوس بات کی قسم

نہیں لکھائی جبکہ لکھانا چاہیے کہ مدعا علیہ نے یہ اقرار کیا تھا کہ نقرہ کا فیصلہ مدعی کے حلف کرنے
سے ہو لیکن قطعی طور سے مدعا علیہ کو نہ عدالت ماتحت کو پابند کرتا ہے کہ جزو خاص کے بابت جو کچھ
مدعا علیہ نے کہا ہے ویسا ہی ہو اور دیگر حالات مقدمہ اور روئداد پر کچھ التفات ہو وہ مدعا علیہ
اور عدالت ماتحت کو صرف اوسکے بیان حلفی کے قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے اس خیر کی بحث کسی تائید
مین قانون حلف کی دفعہ ۱۱ فیصلہ مقدمہ اسیو شیام پہالگ وغیرہ بنام نرائن انڈین لا رپورٹ
مدراس نمبر ۵ ۲۰۳ پیش کی گئی بن فراش ہے نہیں ہے کہ مدعا علیہ کی نیت تھی کہ کل مقدمہ کا فیصلہ صرف
حلف پر حصر ہو اور اوسکا ارادہ اسیقدر محدود تنزل ہے لیکن مدعا علیہ کے اور عذروں سے قطع نظر
کرکے میرے نزدیک عدالت کو قانوناً ضروری نہ تھا کہ اپنی خود تجویز کے خلاف صرف اس بنا پر
کہ مدعا علیہ نے حصر کیا فیصلہ دار کے فیصلہ مذکورہ مین یہ مسئلہ خوب سمجھا گیا ہے اور ٹھیک فیصلہ کیا
گیا ہے کہ ایک فریق کا اقرار دوسرے فریق کے حلف کو تسلیم کرنے کی نسبت مقدمہ کو فیصل
نہیں کرتا جس بات پر حصر ہو وہ تصفیہ نزاع کے لیے کافی بنیاد ہو تو اوس بنا پر فیصلہ ہو سکتا ہے کیونکہ
ایسی حالت مین وہ قانونی پوری شہادت ہے یا اگر حلف کے بعد وہ فریق جسنے حصر کیا تھا
فیصلہ ہونا اوسکے موافق ہو تو فیصلہ ہوگا اور عدالت تجویز مین درج کریگی کہ برضامندی باہمی فیصلہ
ہو گیا مگر ان دو صورتوں کے ہر حالت مین حلف جسپر حصر ہوا تھا پابند نہیں کرتا جو واقعات حلف مین
بیان ہوئے ہین وہ قطعی تصور ہو سکتے ہین لیکن چونکہ مدعا علیہ کو عذر ہے اسلئے فیصلہ برضامندی
نہیں ہو سکتا پس اور واقعات کا لحاظ کرنا چاہیے حالت موجودہ مین یہ فرض کرکے کہ مدعی نے
نقرہ مذکور کو مدعا علیہ کے گھر بلند کبھی نہیں سنا بلکہ درحقیقت وہ ہمیشہ با آواز بلند کبھی نہیں کہا گیا
تو بھی یہ واقعہ بداہتاً مقدمہ نہ فیصلہ کو جزئیاً یا کلیتاً کافی ہے اور چونکہ عدالت ماتحت کی یہ راے ہے جس سے
عدالت کو اتفاق ہے کہ کلیتہً مین ہو سکتی ہے اور اوسکو اس فیصلہ مین دخل نہیں ہے اور اس بات کے لیے
دلیل نہیں ہو سکتا کہ مدعا مذکور کو مسجد مذکور مین اذان مین نہ کہے یا مسجد ہر کند ذکر کو لہذا مین اپیل
کی ڈگری دیتا ہون معہ خرچہ کے مدعی کا دعوی کلیتاً معہ خرچہ ڈسمس ہوا اپیل نمبری ۲۱۳ مین بھی
یہ فیصلہ موثر ہو فقط ۰ حاجج ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء

مقدمہ بلا فصل لکھنؤ (صیغہ فوجداری)

ترجمہ نقل حکم مسٹر سانڈرس صاحب بہادر قائم مقام سٹی مجسٹریٹ مقدمہ ذیل قیصرہ ہند

بنام

محمد خان و یار علی و میر عبد الحسین — مدعا علیہم

جرم دفعہ ۱۰۷ ایکٹ ۱۰ ۔ ۱۸۸۲ء

اس مقدمہ میں شہادت لینا فضول ہے۔ کیونکہ دونوں فریق شہر میں ایک جھگڑا اٹھا ہے کہ شیعہ اپنی اذان میں بعض کلمات کہتے ہیں اور سنی اون سے متعرض ہوتے ہیں۔ سنیوں کا بیان ہے کہ یہ اختراع جدید ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کہے گئے۔ میری راے میں کلمات مذکور کہنا کوئی نئی بات نہیں ہے سنیوں کا اوس پر اعتراض کرنا البتہ نئی بات ہے کیونکہ میں کوئی وجہ اس امر کی دریافت کر سکا کہ ایسی نرالی اختراع شیعوں کی جانب سے کیوں ہوئی اور میرے نزدیک یہ ممکن ہے کہ اگر ایک نئی بات کا چپکے چپکے اس طرح سے رواج ہو جاتا اور کسیکو خبر نہوتی۔ ظاہر المعلوم ہے یہ جھگڑا دیکھا دیکھی پیدا ہوا ہے کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو میر صاحب (یعنی میر عبد الحسین) سے کسیکو توجہ بھی نہوتی۔ جایداد اور مسجد مدعا علیہا میر صاحب کی ہے اگر طرف ثانی کو کوئی عذر ہو تو اوسکا فیصلہ عدالت دیوانی کو کرنا چاہئے سایلین کی نیت کا حال فوجداری میں سوال سے بخوبی کھل گیا میں تجویز کرتا ہوں کہ وہ زبردستی کر رہے ہیں لہذا ہر ایک سے سو روپیہ کا مچلکہ اور سو روپیہ کی ایک ضمانت چھ مہینہ کے لئے لینا چاہئے۔ لیکن اگر میر صاحب کل کو رسے چھوڑ دے تو انکو زیادہ زور ہو جائے گا لہذا دو سو روپیہ کا مچلکہ اور دو ضمانتیں سو سو روپیہ کی چھ مہینہ کے واسطے اون سے بھی لی جائیں۔

دستخط۔ جے۔ [illegible] قائم مقام سٹی مجسٹریٹ

یکم دسمبر [illegible]

دیگر نظیر بلافصل لکھنؤ (صیغہ فوجداری)

نقل حکم صادرہ جے سنڈرس صاحب بہادر سی۔ایس قایم مقام سٹی مجسٹریٹ لکھنؤ بمقدمہ مندرجہ ذیل
مفصلہ ۲۴- دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء صیغہ فوجداری

قیصر ہند ... مستغیثہ

بنام

نادر حسین۔ عابد حسین۔ فتح محمد۔ احمد بیگ۔ حیدر مرزا ... مستغاث الیہم

جرم دفعہ ۱۰۷ متعلقہ تعزیرات ہند نمبر مقدمہ ۵۰۵

۱۰- دسمبر کو مولوی گنج کے بعض شیعون کیجانب سے ایک درخواست یا استغاثہ اس امر کے داخل کیگئی
کہ ۲- دسمبر کو بعض سنیون نے ایک مسجد عام واقع محلہ [illegible] مین جو فریقین کے استعمال مین ہے
داخل ہوکر اون شیعون پر جو وہان عبادت کرتے تھے حملہ کیا۔ چونکہ یہ تکرار اوسی قسم کی ہو جیسے کہ متعدد
فی الحال لکھنؤ مین واقع ہوچکے ہین اور جنکی اصلیت یہ ہے کہ آجکل سنیون نے شیعون کی اذان کے بعض
کلمات کے استعمال پر پہلے پہل اعتراض کرنا شروع کیا ہے لہذا مثل اوسکے جیسا کہ مین دوسرے دو مقدمات
مین کرچکا ہون قرین مصلحت سمجھا کہ اس معاملہ مین دونون طرف کے خاص خاص لوگون کو بلاکر اونسے
اس امر کی وجہ طلب کرون کہ نقص امن کے خیال سے اون سے مچلکے کیون نہ لئیے جاوین۔ میرے نزدیک
دونون سے کسی ایک یا دوسرے فرقہ کے لوگون پر حسب مجموعہ تعزیرات ہند مقدمہ قایم کرنا اور
سزا دینے سے یہ طریق بہتر ہے۔ یہ امر اس سال کے ماہ جنوری مین اوسوقت کے صاحب سٹی
مجسٹریٹ سے فیصل پاچکا ہے کہ مسجد متنازعہ فیہ ایک مسجد عام ہو اور فریقین کے لئیے ہے اور کسیکو
اوسکا دروازہ بند کرنے کا اختیار نہین ہے جیسا کہ بند کیا گیا تھا اوس فیصلہ کی ایک نقل شیعون
کیجانب سے پیش ہوگئی۔

سنیون نے یہ اعتراض کرکے کہ اہل تشیع کا اپنے اذان مین کلمات بلافصل کا استعمال کرنا ایک نئی بات ہے

حال مین شیعون پر دوبارہ وار کرنے کا جو ارادہ کیا ہی اوسپر آجکل ہر طرف سے اونگلیان اوٹھ رہی ہین - مین اس امر کے باور کرنیکی ہر ایک وجہ پاتا ہون کہ الفاظ تبرا کا استعمال کرنا تو نئی بات نہین ہے مگر اون کے استعمال پر اعتراض کرنا البتہ نئی بات ہی کیونکہ سنی لوگ کچھ بیان نہین کر سکتے کہ اہل تشیع اون الفاظ کو جنسے اون کے فریق مخالف کو اسقدر رنج پہنچتا ہی کیون نہ استعمال کرین اور چونکہ ہر ایک نئی بات کی ابتدا کی کوئی نکوئی معقول وجہ ضرور ہوا کرتی ہے اسلئے مجکو یقین ہے کہ اس قسم کے کسی وجہ کا نہ ہونا کلمات بلافصل کی قدامت کی دلیل ہے اور اب سنیون نے جو یہ حرکت شروع کی ہے کہ کبھی تو اعتراض کرتے ہین اور کبھی شور مچاتے ہین تو اوسکی کچھ وجہ ضرور ہے اور وہ وجہ جیسا کہ بعد تفتیش مین نے دریافت کرلیا ہی کہ اس معاملہ کے متعلق الہ آباد مین ایک مقدمہ دائر ہے -

اہل سنت کو کسیطرح کا کوئی حق نہین ہے کہ شیعون سے متعرض ہون اور اصل بانی فساد سنی ہی لوگ ہین - باینہمہ اگر اہل تشیع اسی طرح چھوڑ دیے جائین یا ان کے فریق مخالف سے مچلکہ لیئے جائین تو اس امر سے شیعون کو ضرر رسانی کا بہت کچھ احتمال ہو جائیگا لہذا اس حکم کی تعمیل کیجاے کہ فریقین سے مچلکہ لیا جاے -

دستخط جے سانڈرس - قائم مقام سیٹی مجسٹریٹ

۲۴ - دسمبر ۱۹۰۸ء

مقدمہ کتاب اقتباسات شہادت جناب سیدہؑ

نقل حکم صادرہ ڈبلیو ایچ کوب صاحب بہادر سی۔ ایس سٹی مجسٹریٹ لکھنؤ مقدمہ نمبر ۹۲
منفصلہ ۳۰۔ ستمبر سنہ ۹ء

سید میر حسن و مرزا ابر بیگ — مستغیثین

بنام

محمد تقی علی خان۔ یعقوب علی خان۔ سید حسن جعفر — مستغاث الیہم

الزام جرائم دفعات ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۸ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند

حکم عدالت

استغاثہ ہذا بربنیاد دفعات ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۸ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند بہ نسبت ایک فارسی کتاب کے جسکو حاجی نواب محمد تقی علی خان (شیعہ) نے مطبع جوبلی پریس واقع گولہ گنج میں چھپوایا تھا دائر کیا گیا ہے۔ مستغیثین سنی ہیں۔ کتاب مذکور مندرجہ ذیل منظومات سے شامل ہے۔ ایک مرثیہ واقعہ شہادت (حضرت) فاطمہؑ کے بیان میں۔ ایک مرثیہ (حضرت امام حسینؑ) کی شہادت کے حال کا اور تین چھوٹے چھوٹے منظومات۔ اس امر کی صراحت کردی گئی ہے کہ کتاب مذکور مطلقًا و قطعًا شیعوں ہی کو استعمال کرنا چاہئے۔ میری ایما پر مستغیثین نے انگریزی اور اردو میں کتاب مذکور کا ترجمہ کرایا ہیں نے اوسکو پڑھا اور اوسمیں کوئی ایسی بات نہیں پاتا ہوں کہ منجملہ اون دفعات کے جو استغاثہ میں مندرج ہیں کوئی دفعہ اس کتاب پر موثر ہو سکے۔ اور نہ میری تجویز میں از روے واقعات منجملہ اون جرایم کے جو بیان کئے گئے ہیں کوئی جرم پیدا ہوتا ہے لہذا سوال خارج کیا جاتا ہے۔

دستخط ڈبلیو۔ ایچ۔ کوب سٹی مجسٹریٹ تحریر
فی التاریخ۔ ۳۰۔ ستمبر سنہ ۹ء

اخبار المومنین

ہندوستان مین ہر قوم اور ہر مذہب کی ضرورتون کے اظہار اور ایک دوسرے کو اون ضرورتون کی طرف وقتاً فوقتاً متوجہ کرنے اور متوجہ رکھنے اور باہمی اتفاق و اتحاد سے اون ضرورتون کو رفع کرنے کا وسیلہ اس زمانہ مین قومی اور مذہبی انجمنین اور اخبارات مسلم قرار پا گئے ہین۔ شیعون کے دینی و دنیاوی امور کے متعلق کوئی سامان ایسا نہوا تھا جسکو عموماً ہندوستان کے مختلف مقامات کے شیعہ لوگ مسلم سمجھتے۔ لیکن صدر انجمن امامیہ لکھنؤ نے بخوبی ثابت کر دیا کہ انجمن موصوف تمام شیعیان ہندوستان کی صدر انجمن ہے جسکی جانب ہر مقام کے مومنین کی یوماً فیوماً توجہ ہوتی جاتی ہے اور جو لوگ ابتک متوجہ نہوئے ہون اونکو اب توجہ فرمانا چاہیے علی ہذا اخبار المومنین نے بھی ملک کو بہت اچھی طرح سے دکھلا دیا کہ وہ شیعون کو ایک راہ پر چلانے اور اونکے خیالات متحد و متفق کرنے اور بالعموم اونکے تمام دینی و دنیاوی حقوق و حوائج کا وکیل بننے کی بخوبی صلاحیت رکھتا ہے اور اگر ہندوستان کے شیعہ اوسکی پوری قدر اور اعانت کرین تو وہ شیعون کے گروہ کو دینی جہالت اور دنیاوی امور کی تنزلی اور پستی سے نکال کر دینی و دنیاوی ترقی اور عروج کے اونچے زینون پر پہونچا سکتا ہے۔ جن لوگون کو ابتک اس اخبار کے شایع اور جاری ہونیکی خبر نہو وہ اپنے اور اپنی قوم اور اپنے قومی پرچہ پر رحم فرما کر اوسکی اشاعت اور خریداری پر آمادہ ہون قیمت مین ہر طرح کی آسانی کر دی گئی ہے۔ رئیسون سے [illegible] اور عام طور پر [illegible] اور جو لوگ چھ روپیہ کی استطاعت نہ رکھتے ہون اون سے صرف [illegible] سال مع محصول ڈاک مقرر ہین اور غریب مومنین کو تا حد وسعت مفت پرچہ بھی اکثر الہ تقسیم ہوتے ہین۔ ایسی حالت مین ہر شیعہ اخبار المومنین سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے اور جو حضرات اسپر بھی توجہ نہ فرمائین تو افسوس ہے جن صاحبون کو اخبار منگوانا ہو صرف اس پتہ سے خط روانہ فرمائین۔

المشتہر

سید زوار حسین۔ لکھنؤ محلہ بیرونی خندق